خلافت لائبریری ربوہ

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

اتوار
29۔ اکتوبر 1995ء

روزنامہ
الفضل ربوہ
فون 449
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل 5254

جلد 45-80 نمبر 243 اتوار 4 جمادی الثانی۔1416ھ' 29 اخاء 1374 ہش' 29۔اکتوبر 1995ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گناہ کی زندگی مجرمانہ زندگی ہے

یاد رکھو گناہ کی زندگی سے موت اچھی ہے کیونکہ گناہ کی زندگی مجرمانہ زندگی ہے۔ اگر اس پر موت وارد نہ ہو تو یہ سلسلہ لمبا ہو جاتا ہے لیکن جب موت آجاتی ہے تو کم از کم گناہ کا سلسلہ لمبا تو نہیں ہوتا۔ اس سے یہ مراد نہیں انسان خود کشی کر لیوے بلکہ انسان کو چاہئے کہ اس زندگی کو اس قدر قبیح خیال کرکے اس سے نکلنے کے لئے کوشش کرے اور دعا سے کام لے کیونکہ جب وہ حق تدبیر کا ادا کرتا ہے اور پھر سچی دعاؤں سے کام لیتا ہے تو آخر اللہ تعالیٰ اس کو نجات دے دیتا ہے اور وہ گناہ کی زندگی سے نکل آتا ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ زمانہ جو شباب اور جوانی کا زمانہ ہے ایک ایسا زمانہ ہے کہ نفس امارہ نے اس کو ردی کیا ہوا ہے لیکن اگر کوئی کار آمد ایام ہیں تو یہی ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی زبانی (کلام الٰہی) میں درج ہے۔ (-) میں اپنے نفس کو بری نہیں ٹھہرا سکتا کیونکہ نفس امارہ بدی کی طرف تحریک کرتا ہے۔ اس کی اس قسم کی تحریکوں سے وہی پاک ہو سکتا ہے جس پر میرا رب رحم کرے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ کی بدیوں اور جذبات سے بچنے کے واسطے نری کوشش ہی شرط نہیں بلکہ دعاؤں کی بہت بڑی ضرورت ہے نرا زہد ظاہری ہی (جو انسان اپنی سعی اور کوشش سے کرتا ہے) کار آمد نہیں ہوتا جب تک خدا تعالیٰ کا فضل اور رحم ساتھ نہ ہو اور اصل تو یہ ہے کہ اصل زہد اور تقویٰ تو ہے ہی وہی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقویٰ اسی طرح ملتا ہے' ورنہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ بہت سے جامے بالکل سفید ہوتے ہیں اور باوجود سفید ہونے کے بھی وہ پلید ہو سکتے ہیں تو اس ظاہری تقوے اور طہارت کی ایسی ہی مثال ہے' تاہم اس حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقویٰ اور طہارت کے حصول کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسی زمانہ شباب و جوانی میں انسان کوشش کرے

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 200)

سیکرٹری صاحبان تحریک جدید توجہ فرمائیں

○ سال رواں کے بقایا جات اولین موقعہ پر داخل خزانہ کرانے کا اہتمام کریں۔ نئے سال کے لئے ابھی سے تیاری شروع کریں۔ گزشتہ سال کی فہرست کے مطابق نئے سال کی فہرست تیار کرلیں۔ اور حضرت صاحب کے اعلان کے مطابق معیاری وعدے لینے اور انہیں جلد از جلد مرکز میں پہنچانے کا ہر ممکن خیال رکھیں۔ اس قربانی میں ہر فرد جماعت بشمول بچگان کو شامل کریں۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

درخواست دعا

○ مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اول تحریک جدید لکھتے ہیں۔
سیالکوٹ سے اطلاع ملی ہے کہ مکرم چوہدری حمید احمد صاحب زعیم اعلیٰ سیالکوٹ کار کے حادثے میں شدید زخمی ہو گئے ہیں ایک ٹانگ اور دونوں بازوؤں پر فریکچر ہے۔ شالامار ہسپتال لاہور میں بغرض علاج داخل ہیں۔ ان کی جلد مکمل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرم ضیاء الحق صاحب (ڈھاکہ والے) اسلام آباد سے لکھتے ہیں۔
میری بھتیجی کو 4/3۔اکتوبر کو اللہ تعالیٰ نے ڈھاکہ میں پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ زچہ و بچہ دونوں بیمار ہیں۔ ان کی صحت یابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

ولادت

○ مکرم عبدالشکور احمد صاحب (ابن مکرم احمد عبدالحمید صاحب حیدر آباد دکن' حال امریکہ) کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 14۔اکتوبر 1995ء کو لڑکی عطا کی ہے۔ حضرت صاحب نے از راہ شفقت بچی کا نام "شبنم شکور" عطا فرمایا ہے۔
نومولودہ مکرم کلیم اللہ خان صاحب کی نواسی اور محترم پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب کی پڑپوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بچی کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا کرے اور خادمہ دین بنائے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تم میرے ولی بنو میں تمہارا ولی بنوں گا

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

(کلام الٰہی) نے (صاحب ایمان) سے کہا کہ خدا تعالیٰ کا ولی بنو اور اگر تم اللہ کے ولی بنو گے تو اللہ تمہارا ولی بن جائے گا۔ ولی کے معنی صرف پیار کرنے والے یا دوستی کرنے والے کے نہیں ہوتے۔ ولی کے معنی یا ولایت کے معنی یا ولی کے معنی اس قرب کے ہیں کہ دو چیزوں کے اس قرب کے بعد ان کے درمیان کوئی اور چیز آ ہی نہ سکے' اس کا آنا ممکن ہی نہ ہو یعنی اللہ سے قریب تر ہو جانا۔ تو (کلام الٰہی) نے فرمایا ہے کہ تم اولیاء بنو۔ اس سلسلہ میں بہت سی آیات ہیں۔ فرمایا اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اور جن کا یہ دعویٰ ہے کہ (کلام الٰہی) کی ہدایت اور شریعت پر ہم ایمان لائے یعنی ہم زبان سے اس کا اقرار کرتے ہیں اور قلب صمیم اور قلب سلیم کے ساتھ یہ اعتقاد رکھتے ہیں اور ہمارا عمل یہ ظاہر کرے گا کہ ہم یہ ایمان لاتے ہیں کہ کامل اور مکمل (احکام دینیہ) خدا تعالیٰ نے (کلام الٰہی) کی شکل میں انسان کے ہاتھ میں دی اور اس پر عمل کرنا انسان کے دین اور انسان کی دنیا کے لئے ضروری ہے اور اس کے بغیر دین و دنیا کی حقیقی حسنات انسان کو مل ہی

باقی صفحہ 2 پر

تدبیر اور دعا دونوں کا پورا حق ادا کرنا چاہئے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا تعالیٰ سے ــــــ اور خدا تعالیٰ کی محبت

یہ بات کہہ لینا کہ ہمیں خدا تعالیٰ سے محبت ہے بہت آسان ہے۔ اس سے بھی زیادہ آسان بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ انسان سمجھے کہ خدا تعالیٰ کو اس سے محبت ہے لیکن یہ دونوں باتیں ایسی ہیں جن کا اثر ظاہر نہ ہو تو دعویٰ جھوٹا ہو جاتا ہے۔ اگر ہمیں خدا تعالیٰ سے محبت اور یہ حقیقی محبت ہے تو ہمیں ہر وقت اس ٹوہ میں رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کیا ہیں اس کی رضا کیا ہے۔ اسے کیا بات پسندیدہ ہے اور کیا ناپسندیدہ۔ اور ہم اس کے مطابق عمل کرتے ہیں یعنی اس کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ اس کی رضاء کی راہوں پر چلتے ہیں۔ اس بات کی کوشش میں رہتے ہیں کہ صرف ایسی بات کہی جائے اور ایسا کام کیا جائے جو اسے پسندیدہ ہو۔ اور جہاں تک خدا تعالیٰ کی ہم سے محبت کا تعلق ہے۔ یہ دعویٰ بھی اس وقت تک درست ثابت نہیں ہو سکتا جب تک اللہ تعالیٰ کی صفات کا اظہار ہماری زندگیوں میں محبت کے ساتھ صاف نظر نہ آئے۔ خدا تعالیٰ کے ہم سے پیار کا سلوک ہو۔ خدا تعالیٰ ہماری دعاؤں کو سنے ہمارا ساتھ دے ہماری پشت پناہی کرے۔ ہماری مشکلات کو دور کرے اور یہ باتیں واضح طور پر نظر آنی چاہئیں۔ اگر یہ سب کچھ ہو تو ہمارا یہ دعویٰ درست ہو گا۔ کہ خدا تعالیٰ ہم سے محبت کرتا ہے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو تو اس دعویٰ کو درست نہیں کہا جا سکتا۔ چاہتے تو ہم یہی ہیں کہ یہ بات بھی درست ہو کہ ہم خدا سے محبت کرتے ہیں۔ اور خدا بھی ہم سے محبت کرتا ہے لیکن ہم اس کے لئے کیا کوشش کرتے ہیں۔ ہم سے کس طرح اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ ہم خدا سے محبت کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی کن باتوں سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ ہمارے لئے پیار کا اظہار کرتا ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں :-

"اس بات کو سوچتے ہوئے میں اپنی جماعت کے لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے نفسوں کو دیکھیں اور پتہ لگائیں کہ خدا تعالیٰ کی محبت کا ان کے سونے جاگنے اٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے کھانے پینے بولنے چالنے لین دین (عبادات) پر کیا اثر ہے۔ یا یہ نہایت ہی کمزور اور بودا دعویٰ ہے کہ اس کا کچھ اثر ہی نہیں۔ یا کم سے کم انسان اتنا تو سوچے کہ اگر میرے اعمال اور افعال میں خدا تعالیٰ کی محبت کے آثار مجھے نمایاں نظر نہیں آتے تو وہ ہستی جو باریک در باریک باتوں کو جاننے والی ہے اس پر میرے دعویٰ کا کیا اثر ہے وہ خیال کرتے ہیں کہ میں جاہل ہوں۔ میں موٹی عقل کا آدمی ہوں۔ اس لئے میرے دعویٰ کا اثر مجھے محسوس نہیں ہوتا۔ لیکن وہ ہستی جو باریک سے باریک بات کو جانے نہیں دیتی اس کا مجھ سے کیا سلوک ہے۔ آیا خدا تعالیٰ کے صفات میں میرے دعویٰ کے بعد کوئی تغیر معلوم ہوتا ہے یا نہیں اور اگر اس کا دعویٰ سچا ہو گا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے محبت ہو گی۔ پس انسان کو چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی صفات کو دیکھے کہ خدا اس کے لئے غیرت دکھاتا۔ اس سے اپنے پیاروں جیسا سلوک کرتا۔ اس سے پیار کی باتیں کرتا۔ اس کے کام کو اپنا کام سمجھتا ہے۔ اگر ایسا نہیں تو سمجھے کہ خدا کی محبت کا وہ جو دعویٰ کرتا ہے جھوٹا اور بالکل باطل ہے کیونکہ اگر وہ اپنے دعویٰ کے آثار محسوس نہیں کرتا تو خدا تعالیٰ کو تو اس کی حقیقت معلوم ہے۔ خدا اس سے اپنی محبت کا اظہار کرتا۔ لیکن جبکہ خدا تعالیٰ کی صفات سے بھی اس کا اظہار نہیں ہوتا تو معلوم ہوا کہ دعویٰ ہی باطل ہے"۔

اس ارشاد کے مطابق ہمیں سب سے پہلے تو اپنے اقوال و اعمال پر غور کرنا چاہئے کہ کیا ان سے خدا تعالیٰ کے احکام کی تعمیل ہوتی ہے۔ کیا ہم اس کی رضا کو مد نظر رکھتے ہیں۔ کیا ہم اس کی پسندیدگی کے لئے کوشش کرتے ہیں اور اس کے بعد ہمیں ہمہ وقت یہ دیکھتے رہنا چاہئے کہ کیا خدا تعالیٰ کی صفات ہماری زندگی پر اس طرح اثر انداز ہوتی ہیں کہ اس کی ہم سے محبت کا اظہار ہو۔ یہ دونوں باتیں انسان کی زندگی کے لئے نہایت اہم ہیں اور ان دونوں باتوں کی طرف توجہ ہی ہماری زندگی کو صحیح معنوں میں کامیاب بنا سکتی ہے اور ہمیں اسی مقصد کے حصول میں مدد دے سکتی ہے جس کے لئے ہم پیدا کئے گئے ہیں۔

احساسِ کمتری بھی گراوٹ کی ہے دلیل
اُٹھو اور اعتماد سے بڑھتے چلے چلو
رَہ کی رکاوٹوں کو نہ سنگِ گراں کہو
چوٹی جو دُور بھی ہے تو چڑھتے چلے چلو

ابوالاقبال

○

آپ کے علم میں یہ بات تو آئی ہوگی
آپ نے اپنی کتابوں میں پڑھا تو ہوگا

ظُلم ظالم پہ بہت بھاری ہوا کرتا ہے
آنکھ سے دیکھا بزرگوں سے سنا تو ہوگا

آنچ اُس دنیا کی محسوس یہاں بھی ہوگی
اپنی ہی آگ میں وہ شخص جلا تو ہوگا

کون کرتا رہا پسِ پردہ جرائم کیا کیا
حشر کے روز یہ محضر میں لکھا تو ہوگا

مجھ کو سچ کہنے کی عادت ہے یہ مجبوری ہے
جو خوشامد ہی پہ زندہ ہے خفا تو ہوگا

اُس کے گھر دیر ہے اندھیر نہیں ہے ہرگز
جس نے کھودا تھا گڑھا اُس میں گرا تو ہوگا

اب بھی مہلت ہے درِ توبہ کھلا ہے لوگو
بخش دیتا ہے وہ تائب کو سنا تو ہوگا

بات جب فہم سخن حرف و صدا کی ہوگی
اُن کی محفل میں مِرا ذکر ہوا تو ہوگا

امتہ الباری ناصر

بقیہ صفحہ 1

نہیں سکتیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم میرے ولی بنو میں تمہارا ولی بنوں گا (-) دوسری بہت سی آیات میں زیادہ تفصیل سے بھی بتایا۔ جو متعدد آیات اکٹھی میں نے پڑھی ہیں ان میں سے پہلی میں ہے کہ (اہل ایمان) کا خدا ولی بن جاتا ہے۔ لیکن بعد میں جو تین چار آیات اکٹھی میں نے پڑھی ہیں پہلے میں ان کے معنی بیان کرتا ہوں پھر ان کے اندر بیان شدہ مضمون آپ کے سامنے کھول کر بیان کروں گا۔ (-) اگر تم خدا کے حکم کو مان کر اللہ تعالیٰ کے ولی بن جاؤ گے اور اس سے محبت رکھنے لگو گے اور اس کے اتنے قریب ہو جاؤ گے کہ تمہارے اور خدا کے درمیان کوئی اور وجود سما ہی نہیں سکے گا (بالکل ساتھ جڑے ہوئے ہونے کے تعلق کو ولایت کہتے ہیں)۔ جو خدا کے ولی ہو جاتے ہیں ان پر نہ کوئی خوف مستولی ہوتا ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔ اور پھر فرمایا اولیاء اللہ وہ ہیں جو ایمان لائے یعنی زبان اور دل سے اقرار اور تسلیم کیا اور اعمال سے اس کا اظہار کیا اور تقویٰ کو ہمیشہ لازم حال رکھتے ہیں۔ ان کے لئے اس ورلی زندگی میں بھی خدا کی طرف سے بشارت پانے کا انعام مقرر ہے۔

(از خطبہ 8- نومبر 1974ء)

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترم مولوی عبد الرحمان صاحب انور

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی

(ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے)

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی) نے ایک مرتبہ ایک بچے کو ذاتی کام ارشاد فرمایا جس کے لئے کچھ فاصلہ طے کرنا پڑتا تھا۔ بچہ میرے پاس آیا۔ دفتر میں لوگوں کے وقف کردہ سائیکل بھی تھے۔ اس نے حضرت صاحب کے ضروری کام کا ذکر کیا۔ میں نے ایک سائیکل اسے دے دی۔ وہ فورا اسی سائیکل پر گیا اور کام کرکے سائیکل واپس دے دیا۔ اور حضرت صاحب کی خدمت میں رپورٹ کر دی۔ حضرت صاحب نے اس سے دریافت فرمایا کہ تم اتنی جلدی کیسے یہ کام کرکے آگئے۔ جبکہ اس کام کے لئے اس قدر فاصلہ طے کرنا پڑتا تھا۔ اس نے بلا تکلف کہا کہ دفتر تحریک سے سائیکل لے لیا تھا۔ اس لئے پیدل جانے کی بجائے سائیکل پر جانے کی وجہ سے جلدی کام کرکے واپس آگیا۔ حضرت صاحب نے مجھ سے جواب طلبی فرمائی۔ خاکسار نے عرض کر دیا کہ اس نے آپ کے کام کا ذکر کیا تھا۔ اس لئے دفتر کا سائیکل دے دیا گیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ذاتی کام کے لئے سائیکل دینا درست نہ تھا۔

جب حضرت صاحب سندھ میں اپنی اور تحریک جدید اور صدر انجمن کی اراضی کے معائنہ پر تشریف لے جاتے تو جملہ متعلقہ کارکنان کو اکٹھا کرکے رات کو دو دو تین تین بجے تک بیٹھ کر کئی کئی دن تک کام کرکے حسابات کا باہمی تصفیہ کرتے تھے۔ حضرت صاحب کارکنان کو درمیان میں کچھ وقفہ بھی دے دیتے تھے۔ تاکہ وہ چل پھر کر تازہ دم ہولیں۔ لیکن حضرت صاحب خود اسی جگہ دوسرے احباب سے مصروف گفتگو ہو جاتے اور کارکن کے چند منٹ کے بعد واپس آنے پر پھر مصروف ہو جاتے اور پھر کام کو کیا جاتا۔

جب شہزادہ ویلز ہندوستان آیا تو وائسرائے کی طرف سے مختلف روساء اور لیڈروں کو اس کی ملاقات کے لئے کہا گیا۔ اس وقت حضرت امام جماعت الثانی (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) نے دو شرطوں کے ساتھ ملاقات کرنے پر آمادگی کا اظہار فرمایا۔ ایک یہ کہ حضرت صاحب اس کی بیوی سے مصافحہ نہیں کریں گے۔ دوسرے یہ کہ حضرت صاحب ایک کتاب اسے تحفہ پیش کریں گے جس میں (مذہب دین حق) کی دعوت ہوگی۔ چنانچہ شہزادہ ویلز کے مشورہ کے ساتھ یہ دونوں باتیں مان لی گئیں اور حضرت صاحب نے ایسے تنگ وقت میں ایسی ضخیم کتاب تحریر فرمائی۔ پھر اسے چھپوایا گیا اور چاندی کی طشتری میں رکھ کر اسے پیش کیا گیا۔ ایسے تھوڑے عرصہ میں اس قدر مدلل اور شاندار کتاب کی تصنیف حضرت صاحب کی الوالعزمی کا واضح ثبوت ہے۔

جب حضرت امام جماعت الثالث کی شادی ہوئی تو دعوت ولیمہ کے موقعہ پر قادیان کے سارے باشندے اپنا حق سمجھتے ہوئے از خود شامل ہو گئے۔ جس کے نتیجہ میں یہ فیصلہ ہوا کہ حاضرین میں سے ایک تعداد آج رات کھانے میں شریک نہ ہو بلکہ جو لوگ بغیر بلائے کے اپنا حق سمجھتے ہوئے آگئے ہیں ان کو بھی محروم نہ رکھا جائے۔ اور یہ لوگ ان کو کھانا کھلانے کی ڈیوٹی اپنے ذمہ لیں۔ چنانچہ اسی طرح سے جس قدر کھانا تیار تھا وہ دوسرے لوگوں کو کھلا دیا گیا۔ اور جس قدر کھانا بچ رہا۔ اس کے متعلق حضرت صاحب نے فرمایا کہ اب جو دوست کھانا کھلا رہے تھے وہ سب اکٹھے بیٹھ جائیں اور جس قدر بھی کھانا موجود ہے اس کو سب مل کر کھالیں۔ اور ان لوگوں کی کل پھر باقاعدہ دعوت ہوگی۔ چنانچہ حضرت صاحب بھی بغیر کسی امتیاز کے ان احباب کے درمیان لائن میں بیٹھ گئے اور ایک ایک برتن میں دو دو تین تین احباب کو کھانے کا موقعہ ملا۔ حضرت صاحب کے ساتھ بھی ایک اور دوست ایک ہی تھالی میں کھاتے رہے۔

ایک موقعہ پر قادیان میں حضرت صاحب کو معلوم ہوا کہ پنڈت ملاوامل صاحب کی دکان اچھی نہیں چل رہی۔ اور ان کو مالی دقت درپیش ہے۔ اس پر آپ نے اس امر کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ ہندو لوگ اور خصوصاً یہ خاندان بطور امداد مانگنے کو پسند نہیں کرتے حضرت صاحب نے مجھے ارشاد فرمایا کہ ان کی دکان پر جاکر جو عام استعمال ہونے والی دوائیں ان کے پاس تیار شدہ موجود ہیں اور فروخت نہ ہوتی ہوں وہ تین چار سو روپے کی قیمت کی خرید لو۔ ان کے بتائے ہوئے نرخ کے متعلق ان سے کسی رعائت کا مطالبہ نہ کیا جاوے۔ اس طرح سے کسی حد تک ان کی امداد ہو جائے گی اور ان کو امداد کا احساس بھی نہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اس سے اس طور پر خفیہ احسان فرمایا کہ ان کو اپنے محسن کو پورے طور پر علم بھی نہ ہونے پایا۔

ایک مرتبہ حضرت صاحب نے مجھے ایک اہم کام کے لئے کچھ نقدی عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ مجھے اس کے خرچ کی تفصیل سے اطلاع ہو۔ لہذا جیسے تم پسند کرو اس رقم کو خرچ کرو اور مجھے صرف یہ بتا دینا کہ اس قدر رقم اس کام کے ضمن میں خرچ ہوئی ہے کچھ دنوں کے بعد جب خاکسار اس کام سے فارغ ہو کر قادیان آیا اور گھر چلا گیا کہ اگلے دن دفتر میں آکر حضرت صاحب کی خدمت میں اطلاع پیش کر دوں گا حضرت صاحب نے خاکسار کو پیغام اس طور پر بھجوایا کہ بے شک آج گھر پر آرام کرلو۔ کیونکہ کئی دنوں کے بعد آئے ہو صرف اس قدر بتلا دو کہ کس قدر رقم خرچ کی ہے۔ تاکہ میں اپنے حساب میں درج کرلوں۔ دفتر آنے کی ضرورت نہیں۔

بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے بورڈنگ تحریک جدید قائم کیا گیا تھا اور ماں باپ کے جذبہ ایثار پر اعتماد کی یہ کیفیت تھی کہ بورڈنگ میں پانچ چھ سال کے بچوں کو بھی والدین نے بھجوا دیا کہ حضرت صاحب کے زیر سایہ ان کی پرورش ہو۔ چنانچہ ایسے چھوٹے بچوں کے لئے خادم طفلاں کے نام سے بعض معمر افراد کو کارکن رکھا گیا تھا۔ خود حضرت صاحب وقتاً فوقتاً بورڈنگ میں تشریف لے جاتے اور اپنے ساتھ مٹھائی یا ٹافیاں وغیرہ بھی لے جاتے۔ اور اپنے ہاتھ سے چھوٹے بچوں کو عطا فرماتے۔ ایک دفعہ جبکہ اطفال نے حضرت صاحب کے بہت قریب جمگھٹا کی کیفیت پیدا کر دی۔ موسم بھی کچھ گرمی کا تھا۔ ٹیوٹر نے بچوں کو کچھ فاصلے پر رکھنے کی کوشش کی تو فرمایا رہنے دیں۔ ان کو قریب سے قریب تر آنے دیں۔ اور ان کو بے تکلف ہونے دیں۔ اس شفقت کے اعلان پر تو بچوں کا اکٹھ حضرت صاحب کے بہت قریب ہو گیا۔ حضرت صاحب مسکراتے ہوئے بچوں سے ان کا تعارف کرکے اپنے ہاتھ سے مٹھائی تقسیم فرماتے رہے۔ یہ بچے جب بڑے ہوئے تو بہتوں نے حضرت صاحب کی اس محبت کا اظہار کیا اور اپنی اس خوش قسمتی پر ناز کیا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی حافظہ عطا فرمایا تھا۔ ایک مرتبہ جب کئی ماہ کے بعد کچھ ڈاک حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کی گئی تو خاکسار کے پہلے خط کے پیش کرنے پر فرمایا کہ یہ خط تو چھ ماہ سے آیا ہوا ہے خاکسار نے عرض کی یہ درست ہے۔ لیکن موقعہ نہ مل سکا۔ جب خاکسار اس کا خلاصہ عرض کرنے لگا تو آپ نے فرمایا مضمون مجھے یاد ہے۔ اور جواب لکھوا دیا۔

یہ واقعہ حضرت صاحب کی کمال یادداشت کا ایک معمول کا واقعہ ہے۔ دوسرے موقعوں پر بھی خطوط کا خلاصہ سنانے کی نوبت بہت کم آتی تھی۔ فرستندہ کا نام سنتے ہی ارشاد فرما دیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت صاحب نے سلسلہ کی ایک رقم جس کی مقدار کل 500 روپے تھی حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے حوالے کرنے کا ارشاد فرمایا۔ کہ وہ لاہور جا رہے ہیں۔ اپنے ساتھ لے جائیں حضرت صاحب نے مجھے مکرم صاحبزادہ کی خدمت میں ہی بھجوایا تاکہ خاکسار ان کو حضرت صاحب کا نہ صرف یہ پیغام ہی پہنچائے بلکہ تسلی کرکے آئے کہ کیا انہوں نے یہ رقم اپنے کوٹ کے اندر کی جیب میں رکھ لی ہے اور کیا اس کے منہ پر سوئی سے ٹانکے بھی لگا دئے گئے ہیں یا نہیں۔ اور فرمایا یہ رقم تو معمولی ہے لیکن چونکہ سلسلہ کی ہے اس لئے زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

جب حضرت صاحب نے قادیان میں دار الصناعت جاری فرمایا تاکہ جو احساس عام لوگوں میں صنعت کاروں کے متعلق "کمی" کے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کا ازالہ کیا جائے اور اپنے ہاتھ سے کام کا وقار قائم کیا جائے۔ چنانچہ ایک مرتبہ جب حضرت صاحب دار الصناعت میں تشریف لے گئے تو آپ نے دار الصناعت چوبی کے حصے میں آری سے ایک لکڑی کو خود کاٹا۔ پھر رندے سے ایک لکڑی کو صاف کیا تاکہ ہاتھ سے کام کرنے کو ذلت قرار دینے والے اپنی رائے کو بدلیں۔

یہ بھی حضرت صاحب کی فرض شناسی اور سلسلہ کے کام کو اہمیت دینے کی ایک زریں مثال ہے کہ جب جماعت کے احباب نے امامت جوبلی کے موقعہ پر 1939ء میں حضرت صاحب کی خدمت میں پونے تین لاکھ کے قریب نقد رقم پیش کی کہ جس طرح آپ چاہیں اسے اپنے ذاتی مصرف میں لائیں تو حضرت صاحب نے بجائے اپنے ذاتی مصرف میں لانے کے اسے تحریک جدید کی اراضی کی خرید پر صرف کیا اور اس رقم سے ایک پیسہ بھی خود اپنی ذات پر خرچ کرنا پسند نہ فرمایا بلکہ ہر سال تحریک جدید کو بطور چندہ ہزاروں روپیہ دیتے۔

حضرت صاحب سندھ میں ایک جگہ تشریف لے گئے۔ تو حضرت صاحب کے کار سے اترتے ہی آپ کے گرد گاؤں کے بہت سے غریب بچے اکٹھے ہو گئے۔ حضرت صاحب نے دریافت فرمایا کہ کوئی ریزگاری ہے۔ اگر ہے تو ان غریب بچوں میں تقسیم کر دی جائے۔ اور ارشاد فرمایا کہ سفر میں ایسی ضرورتوں کے لئے چھوٹے نوٹ اور ریزگاری ضرور رکھی جائے۔ چنانچہ اس گاؤں میں بھی کچھ رقم غرباء میں تقسیم کی گئی اور آئندہ بھی سفروں میں خیال رکھا گیا۔

ایک مرتبہ حضرت صاحب جناب سید احمد صاحب بریلوی کی قبر پر بالاکوٹ تشریف لے گئے اور دعا کے بعد جب احاطے سے باہر تشریف لائے تو فرمایا مجاور کو دس روپے دے دئے جائیں۔ کیونکہ یہ لوگ اپنے شوق سے بزرگوں کی قبروں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ان کا بھی حق ہے۔

جب حضرت صاحب ربوہ تشریف لائے تو ایک قریبی خانقاہ کے متولی حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ ان کے رہٹ کو چلانے والا ایک اونٹ تھا جو مرگیا۔ ایک اونٹ قابل فروخت ہے۔ حضرت صاحب مجھے وہ للہ خرید دیں۔ آپ نے ازراہ شفقت دفتر کو ہدایت فرمائی کہ جس قسم کا اونٹ یہ چاہتا ہے اسے خرید دیا جائے۔ چنانچہ دفتر کا آدمی اس کے ساتھ گیا اور وہ اونٹ چھ سو روپے میں خرید کر اس کے حوالے کیا گیا۔

ایک اچھی بات

تین دعائیں بپایہ قبولیت جگہ پاتی ہیں۔ مظلوم کی دعا۔ مسافر کی دعا۔ اور باپ کی بددعا بیٹے کے خلاف۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکرمہ (عزیزہ) رضیہ بیگم اہلیہ مرزا گل محمد صاحب

مکرمہ عزیزہ رضیہ بیگم صاحبہ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی صاحبزادی اور محترم مرزا گل محمد صاحب کی اہلیہ تھیں۔ 1903ء میں پیدا ہوئیں۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی (رفقاء) میں سے تھیں۔ پیدائشی احمدی تھیں۔ اور لجنہ اماء اللہ کی ابتدائی چودہ ممبرات میں سے تھیں۔ آپ کا نام دسویں نمبر پر ہے۔

آپ اپنی والدہ محترمہ سے بھی پہلے لجنہ کی ممبر بن گئیں۔ ان کا نمبر 18 تھا۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام مراد خاتون تھا۔ وہ بھی لجنہ کے کاموں میں ذوق شوق سے حصہ لیتی تھیں۔ آپ حضرت سیدہ امتہ الحی صاحبہ سے کلام الٰہی با ترجمہ' تشریح کلام الٰہی' حدیث' کتب حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ پڑھتی رہیں۔ حضرت سیدہ محترمہ نے اتنی محنت اور توجہ سے پڑھایا کہ آپ کی طالبات دینی لحاظ سے اچھا پختہ علم رکھتی تھیں۔

حضرت امام جماعت الثانی نے عورتوں کی اعلیٰ تعلیم کے لئے 1925ء میں مدرستہ الخواتین قائم فرمایا تو مکرمہ عزیزہ رضیہ صاحبہ نے اس کلاس میں داخلہ لے لیا۔ اس کلاس کو حضرت صاحب کے علاوہ مرد عالم دوہری چقیں ڈال کر یعنی پردہ کی مکمل رعایت سے پڑھاتے تھے۔ آپ اس کلاس کی ہونہار طالبہ تھیں۔ 1927ء کے امتحان میں آپ اس کلام میں دوم رہیں۔ تیسرے سال 28ء میں دوم رہیں اور ایک مضمون میں اول اور دو میں دوم انعام حاصل کیا۔ پھر جلدی 1929ء میں اس کلاس کی سات طالبات نے مولوی کا امتحان دیا جس میں آپ بھی شامل تھیں۔ سب طالبات کامیاب رہیں۔ محترمہ رضیہ صاحبہ نے اس کے بعد صرف انگریزی کا امتحان دے کر میٹرک' ایف اے پاس کیا۔

مدرستہ الخواتین میں طالبات کو تقریروں کی مشق بھی کروائی جاتی تھی۔ آپ اچھی تقریر کرتی تھیں۔ اس مجلس کے ہفتہ وار اجلاس ہوتے تھے۔ آپ اس مجلس کی پہلی سیکرٹری منتخب ہوئیں۔ آپ اس مجلس کی بعد میں نائب صدر بھی تین ماہ کے لئے مقرر ہوئیں۔ (یہ انتخاب تین تین ماہ کے لئے ہوتا تھا)

آپ اچھا لکھ لیتی تھیں۔ رسالہ "احمدی خاتون" میں آپ کے مضامین شائع ہوتے رہے۔ الفضل اور مصباح میں بھی آپ کے مضامین چھپتے رہے ہیں۔ مستورات کا جلسہ سالانہ جس کے انتظامات کی ذمہ داری پہلی مرتبہ لجنہ اماء اللہ کے سپرد کی گئی تو اس جلسہ میں عزیزہ رضیہ صاحبہ اہلیہ مرزا گل محمد صاحب کے ذمہ عورتوں کو بیعت کروانے اور ان کے فارم پر کروانے کا انتظام کیا گیا تھا۔

جلسہ سالانہ پر آنے والی مستورات کو ٹھہرانے کا انتظام قادیان میں دار حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ دار قدرت ثانیہ کے مظہر اول اور محترم مرزا گل محمد صاحب کے گھر میں کیا جاتا تھا جس کی منتظمہ اہلیہ ڈاکٹر رشید الدین صاحبہ ہوتیں۔ عملاً کام عزیزہ رضیہ صاحبہ ہی دیگر کارکنات کے ساتھ کرتی تھیں۔ حضرت سیدہ ام طاہر منتظمہ جلسہ سالانہ کے ساتھ بھی آپ معاون کے طور پر کام کرتی رہیں۔

لجنہ اماء اللہ کے زیر انتظام دستکاری کی پہلی نمائش 1928ء میں ہوئی۔ 1929ء میں محترمہ عزیزہ رضیہ صاحبہ سیکرٹری نمائش مقرر ہوئیں۔ اس کے علاوہ اس سال آپ نے نائبہ سیکرٹری لجنہ اماء اللہ کے فرائض بھی ادا کئے۔ 1929ء میں ہونے والی نمائش میں عزیزہ رضیہ صاحبہ نے لجنہ کی طرف سے تین انعامات کا اعلان کیا مرکزی لجنہ کی طرف سے انعام فنڈ تحریک میں ممبرات لجنہ کو شامل ہونے کی تحریک کی تو لجنہ امرتسر نے تین سلور میڈل دینے کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد بھی بعض سالوں میں محترمہ رضیہ صاحبہ کے ذمہ نمائش کا کام رہا۔ 1929ء میں گرلز سکول قادیان کے معائنہ کے لئے جو سب کمیٹی بنی اس کی آپ بھی ممبر تھیں۔ اس کمیٹی نے پانچ مرتبہ مدرستہ البنات کا دورہ کیا اور قابل اصلاح امور کی طرف توجہ دلائی۔ سکول کی اقتصادی اور اخلاقی اصلاح کے لئے تجویز کی گئی کہ طالبات اور اساتذہ اپنے لباس کو بالکل سادہ کریں (تاریخ لجنہ جلد اول صفحہ 238)

1932ء میں قادیان کے اردگرد کے دیہات کی عورتوں لڑکیوں کو ابتدائی تعلیم مثلاً عبادت کی تعلیم دینا۔ عبادت صحیح کروانا' عبادت کا ترجمہ سکھانا' اور دیگر چھوٹے چھوٹے مسائل سے آگاہ کرنے کا کام کیا۔ محترم عزیزہ رضیہ صاحبہ نے محترمہ امام بی بی صاحبہ کے ساتھ قادیان کے قریبی گاؤں بھینی کا دورہ کیا عورتوں' بچیوں سے عبادت سنی تو وہاں ایک درسگاہ کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے درسگاہ کے قیام کی تجویز پیش کی۔ اور پھر وہاں ایک درسگاہ قائم کر دی گئی۔ اس کی رپورٹ حضرت صاحب کو پیش کی گئی تو حضرت صاحب نے فرمایا۔

"بہت عمدہ تجویز ہے بشرطیکہ استقلال سے کام ہو"۔ محترمہ عزیزہ رضیہ صاحبہ کی نگرانی میں پانچ معاونات کے ذمے اس سکول کا ہر ماہ معائنہ مقرر ہوا۔ اس سے پہلے بھی آپ کے ذمہ قادیان کے اردگرد کے گاؤں کا دورہ کر کے دینی تعلیم کا انتظام کرنا تھا۔

آپ کو عربی سے اچھی واقفیت تھی اور تیز لکھ لیتی تھی۔ اس لئے حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے مستورات میں درس کے نوٹ لینے کی ذمہ داری آپ کے سپرد ہوئی آپ کے ساتھ استانی میمونہ صوفیہ کی بھی آپ کے ساتھ یہ ڈیوٹی لگی۔ آپ کے مرتب کئے ہوئے نوٹس لمبا عرصہ مصباح میں شائع ہوتے رہے۔ بعد میں دوسری خواتین کے سپرد یہ ذمہ داری کی گئی۔

آپ ایک اچھی مقررہ بھی تھیں۔ 1933ء کے جلسہ میں تقاریر کرنے والیوں میں آپ کا نام بھی شامل ہے۔ ابتداء میں اکثر ریزولیشن آپ ہی کی طرف سے لجنہ کے اجلاسوں میں پیش کئے جاتے۔ اکتوبر 1934ء میں جب احراریوں نے قادیان میں کانفرنس کر کے فساد انگیز منصوبے بنائے تو لجنہ اماء اللہ قادیان کی طرف سے 6 نومبر 1934ء کو احتجاجی جلسہ کیا گیا جس میں تین ریزولیشن پاس ہوئے تیسرا ریزولیشن محترمہ عزیزہ رضیہ صاحبہ کی طرف سے تھا۔ آپ نے لکھا۔

چونکہ احرار نے قادیان کے قریب جو جلسہ کیا اس کی غرض سوائے فتنہ فساد اور جماعت احمدیہ کی دل آزاری کے اور کچھ نہ تھی۔ چنانچہ انہوں نے ہمارے مقدس پیشواؤں اور سلسلہ کی توہین و تذلیل بموجودگی حکام ضلع کرتے ہوئے ہمارے جذبات کو کچلنے کی سعی کی ہے اور یہ کوشش کی ہے کہ جماعت احمدیہ کے ساتھ کوئی فتنہ فساد کھڑا کیا جائے اگر جماعت احمدیہ کو حضرت صاحب (-) کے ارشاد کے ماتحت بردباری کا تاکیدی حکم نہ ہوتا تو بلاشبہ یہ خطرہ تھا کہ کوئی خطرناک حالت پیدا ہو جاتی۔ اس لئے احمدیہ خواتین کا یہ اجلاس گورنمنٹ کو توجہ دلاتا ہے۔ کہ گورنمنٹ ان فحش لیکچراروں اور گندہ ذہن شاعروں کو اس قانون کے ماتحت جو مذہبی پیشواؤں کے احترام و عظمت کے لئے بنایا گیا ہے گرفت کرے۔

اسی طرح حضرت صاحب کی کشمیر سے واپسی پر 1929ء میں جو ایڈریس پیش کیا گیا وہ آپ نے ہی پیش کیا۔ اس ایڈریس میں سیلاب کشمیر۔ انہدام مذبح قادیان اور لجنہ کی کارگزاری کا بھی ذکر تھا۔ 1935ء میں حضرت صاحب کی طرف سے اپنے زیورات بیچ کر تحریک جدید کے امانت فنڈ میں اپنی طرف سے رقوم جمع کروانے کی تحریک پر محترمہ رضیہ گل صاحبہ نے اپنا زیور فروخت کر کے 600 روپے قومی امانت فنڈ میں جمع کروائے۔

1937ء میں جماعت میں ایک اندرونی فتنہ شروع ہوا تو مستورات نے انفرادی و اجتماعی طور پر جلسے کر کے حضرت صاحب سے وفاداری کی قراردادیں بھجوائیں۔

3 جولائی 1937ء کو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی (رفقاء) خواتین اور ممبرات لجنہ کا جلسہ محترم مرزا گل محمد صاحب کے مکان پر ہوا۔ اس موقع پر وفاداری کی قرارداد بھی محترمہ عزیزہ رضیہ صاحبہ نے پیش کی۔ اور وفاداری کا حلف اٹھایا۔

محترمہ عزیزہ رضیہ صاحبہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی (رفقاء) مستورات میں سے تھیں۔ اس لئے لوائے احمدیت کی تیاری میں سوت کاتنے کی سعادت بھی آپ کو حاصل ہے۔ 1944ء میں لجنہ اماء اللہ کی پہلی سیکرٹری تعلیم آپ ہی مقرر ہوئیں اور آپ نے پہلی بار لجنہ اماء اللہ کی طرف سے کتب حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا امتحان لینے کا انتظام کیا (-) جس میں قادیان اور دوسرے شہروں اور علاقوں کی پانچ سو خواتین شریک ہوئیں۔ مرکزی لجنہ کی قادیان کی لجنہ سے علیحدہ تشکیل پر 1945ء میں آپ پہلی مجلس عاملہ مرکزیہ کی سیکرٹری تعلیم مقرر ہوئیں۔ 1946ء میں سیکرٹری (دعوت الی اللہ) مقرر ہوئیں۔

قیام پاکستان کے بعد ماڈل ٹاؤن لاہور میں آپ کا قیام رہا اور آپ لجنہ کی فعال ممبر رہیں۔ کلام الٰہی کا درس بھی دیتی رہیں۔ کچھ سال بعد ربوہ میں قیام کے بعد لجنہ کے اجلاسوں میں شامل ہوتی رہیں۔ اپنے محلہ میں بھی دلچسپی لیتی رہیں۔ لیکن صحت کمزور ہونے کی وجہ سے مرکزی کاموں میں مزید حصہ نہ لے سکیں۔

آپ نے ساری زندگی مجاہدانہ زندگی گزاری۔ 7 دسمبر 1962ء کو بعمر 59 سال وفات پا گئیں۔ بلاشبہ آپ کی صحت نے جتنی اجازت دی آپ نے اپنے اوقات کو حصول علم اور خدمت دین کے لئے وقف کئے رکھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بے حساب بخش دے اور اپنے قرب سے نوازے۔ آمین۔

جو اللہ کی خاطر صبر کرتا ہے اس کا اجر اللہ پر ہے
فیصلوں کے متعلق بھی اگر آپ سر تسلیم خم کرنا چاہیں' اطاعت پر تیار بھی ہوں تو بسا اوقات دل بہت صدمہ محسوس کرتا ہے ایسا شخص جو سمجھ رہا ہے اور یقین رکھتا ہو چاہے اس کا یقین غلط ہی کیوں نہ ہو کہ فلاں نے مجھ پر زیادتی کی تھی اور نظام جماعت کا نمائندہ آیا اس نے فیصلہ اس کے حق میں کر دیا اور مجھ پر دباؤ ہے کہ میں اپنی انا توڑ کر اس کے سامنے جھک جاؤں اس کی طرف صلح کا ہاتھ بڑھاؤں تو بڑے دکھ کا معاملہ ہے اس کے دل کی کیفیت میں اپنے ذہن کو منتقل کر کے دیکھیں تو بعض دفعہ اس پر شدید ابتلاء آجاتا ہے جو آخر وقت تک اپنے آپ کو سچا سمجھ رہا ہے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (-) صبر سے کام لو صبر ہی ان باتوں کا علاج ہے۔ اور جو اللہ کی خاطر صبر کرتا ہے اس کا اجر اللہ پر ہے۔ پس یہ نقصان کا سودا نہیں۔ دنیا کی نظر میں' برادری کی نظر میں اگر کچھ انسان خفت بھی محسوس کرے مگر اگر رضاء باری تعالیٰ کی خاطر ہے تو اللہ اس کا اتنا اجر عطا فرمائے گا کہ آپ کی نسلیں بھی ان فضلوں کو سنبھال نہیں سکیں گی۔ پس صبر کے رستے پر ہی اللہ کی رضا ہے اسی رستے پر صبر کے ساتھ آگے بڑھتے رہیں۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار زمیندار کا ایک تراشہ

حضرت مولانا ابو العطا صاحب جالندھری نے "حضرت آدمؑ دنیا میں پہلے شاعر تھے" کے عنوان سے 30۔ اگست 1939ء کو جو مضمون تحریر فرمایا تھا اس میں اخبار زمیندار لاہور کا ایک اقتباس "سب سے پہلا شاعر" پیش فرمایا۔ ہم اخبار زمیندار لاہور کا یہ اقتباس قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

"شاعری ایک فطری جذبہ کے طور پر انسان کو ودیعت کی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شعرا کو تلامیذ الرحمان کے معزز ترین لقب سے ملقب کیا گیا ہے۔ شعر گوئی کی صلاحیت طبعی ہوتی ہے اور کوئی شخص جو اس فطری صلاحیت سے محروم ہو خواہ وہ شاعر بننے کی کتنی ہی کوشش کرے شاعر نہیں بن سکتا۔ اس لئے اس فن کو کلیتہً اکتسابی نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ شعر جذبات انسانی کے اظہار کا حسین ترین ذریعہ ہے اس لئے یہ امر یقینی ہے کہ شعر گوئی دنیا کا قدیم ترین فن ہے۔ البتہ اس مسئلہ کے متعلق اختلاف ہے کہ دنیا کا سب سے پہلا شاعر کون تھا۔ بعض محققین کا ارشاد ہے کہ سب سے پہلا کلام موزوں حضرت آدمؑ کی زبان فیض ترجمان سے نکلا آپ کو اپنے نور نظر ہابیل سے ایسی محبت تھی جیسے حضرت یعقوب اپنے جگر گوشہ حضرت یوسف سے کرتے تھے۔ اس لئے جب جوش رقابت سے بے خود ہو کر قابیل نے اپنے بھائی کے خون سے ہاتھ رنگے اور عشق کی پہلی خونی داستان صفحہ ہستی پر مرقوم کی تو حضرت آدم کی آنکھوں میں دنیا تاریک ہو گئی۔ اور انہوں نے اس کا حسب ذیل دردناک مرثیہ کہا۔ (اس کے آگے چار عربی اشعار ہیں)۔

اس پر بعض محققین نے یہ اعتراض کیا ہے کہ عربی زبان کا رواج حضرت اسماعیل کے زمانے میں شروع ہوا اس لئے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ حضرت آدمؑ نے عربی زبان میں یہ اشعار فرمائے۔ ان لوگوں کا خیال ہے کہ اس نظم میں جو جذبات ظاہر کئے گئے ہیں۔ وہ حضرت آدم ہی کے ہیں۔ لیکن انہیں نظم کے سانچے میں۔ یعرب ابن قحطان نے ڈھالا ہے۔ یہ عربی کا پہلا شاعر ہے۔ لیکن اسے شاعر کی حیثیت سے شہرت اس سبب سے حاصل نہیں ہوئی کہ اس کے اشعار کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ حضرت آدمؑ کی شان اللہ تعالیٰ نے ام الکتاب میں یہ بیان فرمائی ہے کہ "علم آدم الاسماء کلھا" اور سکھا دئے آدم کو تمام اسماء اس آیت کی تشریح علامہ بغوی نے اپنی تفسیر معالم التنویر میں یہ فرمائی ہے کہ خدائے قدوس نے حضرت آدمؑ کو تمام زبانیں سکھا دی ہیں۔ اور بعض علماء یہ مطلب بتاتے ہیں کہ انہیں تمام علوم و فنون سکھائے گئے تھے۔ ایک اور اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ شاعری انبیاء کے شایان شان نہیں۔ اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ شاعری کی نفی قرآن میں خصوصیت کے ساتھ آقائے دوجہان کے لئے کی گئی ہے۔

(15۔ اگست 1939ء)

زمیندار کے اس نوٹ کے بعد حضرت مولانا ابو العطا صاحب فرماتے ہیں۔

اس عبارت میں ایک طرف حضرت آدمؑ کو دنیا کا سب سے پہلا شاعر قرار دیا گیا ہے اور دوسری طرف یہ بیان کیا گیا ہے کہ شاعری جملہ انبیاء کی شان کے منافی نہیں۔ بلکہ یہ امر صرف حضرت رسول کریم ﷺ سے مخصوص ہے۔"

چوہدری عبدالرشید

تدبیر اور دعا

مکرم سردار بشیر احمد صاحب نے اپنی خود نوشت داستان حیات میں ایک دعا گو بزرگ مکرم ڈاکٹر محمد شفیع صاحب کی دعا کی قبولیت کا واقعہ درج کیا جو الفضل مورخہ 95-9-26 میں شائع ہوا۔ یہ عاجز مکرم ڈاکٹر صاحب کی والدہ ماجدہ کا ذکر کرنا چاہتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر محمد احسان ترک سیالکوٹ رہا کرتے تھے اور ان کی والدہ بھی ان کے پاس سیالکوٹ میں رہتی تھیں میرے ذریعہ چونکہ ڈاکٹر صاحب کے نام اراضی الاٹ ہوئی تھی اس لئے بھی ان کی والدہ میرے لئے دعا کیا کرتی تھیں

یہ واقعہ 1950ء کا ہے میرے سیالکوٹ کے مکان کی الاٹمنٹ کے خلاف جموں کے مہاجروں نے درخواست دے رکھی تھی میں نے ڈاکٹر محمد احسان صاحب سے عرض کیا کہ والدہ صاحبہ کی خدمت میں دعا کی درخواست کریں۔ چنانچہ تین چار دن بعد ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ چوہدری صاحب کی والدہ نے فرمایا ہے کہ دعا کی تھی اللہ نے چاہا تو یہ مکان چوہدری عبد الرشید کو الاٹ ہو گا۔

مجھے کچھ تسلی ہوئی مگر چند دن بعد DRO (ڈسٹرکٹ آفیسر آباد کاری) نے فیصلہ کیا تو دو کمرے جموں والوں کو الاٹ کر دئے اور بقیہ مکان مجھے الاٹ کیا۔ میں نے آفیسر موصوف کو کہا کہ ہم باپردہ رہنے والے ہیں آپ مجھے چھوٹا مکان دے دیتے مگر علیحدہ دیتے یہ آپ نے کیا کر دیا ہے چنانچہ گرمی سردی ہوئی۔ میں نے اپنے دفتر ضلع کچہری آگیا تو آفیسر موصوف محمد یوسف صاحب نے فوری طور پر قبضہ دلوانے کے لئے موقعہ پر عملہ کو بھجوا دیا۔ اتفاقاً میرے غیر از جماعت دوست وہاں پہنچے تو انہوں نے ان کو گھر سے باہر نکالا بعد میں مجھے دفتر اطلاع دی۔ میں بڑے آفیسر کے پاس پہنچا اس نے کہا کہ آپ اپیل کریں پھر دیکھیں گے۔ چنانچہ میں نقل لے کر اپیل دائر کر دی اور ادھر ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں بھی یہ واقعہ عرض کر دیا۔ تیسرے دن ڈاکٹر صاحب صبح سویرے میرے مکان پر آئے تو بتایا کہ والدہ صاحبہ نے دعا کی تھی تو انہوں نے مجھے بھجوایا ہے کہ جا کر چوہدری عبد الرشید کو بتا دو کہ وہ تدبیر کریں (اپیل) مجھے خدا نے بتایا ہے اللہ نے چاہا تو سارا مکان چوہدری عبد الرشید کے نام الاٹ ہو گا۔

دو دن بعد میں لاہور آیا شملہ پہاڑی کے پاس کمشنر جنرل و سیکرٹری بحالیات کا دفتر تھا ان کے P.A (پی اے) کو کہہ کر ایک درخواست لے کر ان کی خدمت میں پیش ہوا۔ انہوں نے DRO کا نام پوچھا تو مجھے بٹھا لیا اور اس کی پرسنل فائل منگوائی اغلباً پہلے بھی اس کے خلاف شکایت ہو گی۔ بہر حال فائل دیکھ کر اس کی ملازمت سے فراغت کے احکام جاری کروائے اور میری درخواست پر سیالکوٹ کے ڈسٹرکٹ آباد کاری کمشنر کے نام حکم لکھا کہ "یہ ریفوجی گورنمنٹ ملازم ہیں ان کا کیس ہمدردانہ طور پر جلد فیصلہ کیا جاوے اور انہیں یہ مکان دیا جاوے"

میں نے یہ درخواست بمعہ حکم سیالکوٹ پیش کی تو انہوں نے دوسرے دن کے لئے اپیل کی سماعت کا حکم دے دیا۔ چنانچہ دوسرے دن جب فریقین پیش ہوئے میں نے عرض کیا کہ آفیسر بحالیات نے یہ کمرے یہ ظاہر کر کے کہ دروازہ گلی میں بھی کھلتا ہے جموں والوں کو الاٹ کر دیئے ہیں حالانکہ دروازہ ڈیوڑھی میں کھلتا ہے آپ موقعہ ملاحظہ کر لیں جس پر کمشنر صاحب نے کہا کہ میں مصروف ہوں مجھے یقین ہے آپ غلط نہیں کہتے ہوں گے اور ادھر سیکرٹری صاحب بحالیات کا حکم ہے کہ جلد فیصلہ کیا جاوے۔ چنانچہ میں اپیل منظور کرتا ہوں اور پورا مکان تمہارے نام الاٹ کرتا ہوں۔ اور اس طرح یہ مکان مجھے پورا الاٹ ہو گیا اور محکمہ میں یہ مشہور ہو گیا کہ عبد الرشید کی درخواست پر سیکرٹری صاحب نے آفیسر بحالیات کو ملازمت سے برخاست کر دیا ہے۔ اللہ اللہ کیسی دعا گو بزرگ ہستیاں تھیں خدا تعالےٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرماوے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

ہفت روزہ دی ٹروتھ نائیجیریا 10۔ اپریل 1959ء

ہماری تاریخ

the TRUTH
THE FIRST [redacted] NEWSPAPER IN NIGERIA

10-4-1959

ہفتہ وار دی ٹروتھ کے 10۔ اپریل 1959ء کے صفحہ اول پر انڈونیشیا میں احمدیہ جماعت کی روز افزوں ترقی کے متعلق محترم مولوی امام الدین صاحب کا ایک بیان شائع ہوا ہے۔ جس میں آپ نے کہا کہ انڈونیشیا میں 1958ء کے آغاز ہی سے باغیوں نے بہت نقصان پہنچایا ہے۔ انڈونیشیا کے تمام علاقوں میں وہ اپنی کارروائیاں جاری رکھ رہے ہیں اور انڈونیشیا کے ہزاروں جزیرے جن کو ملا کر انڈونیشیا بنتا ہے ایسی مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں۔ رسل و رسائل منقطع ہو گئے ہیں اور تجارت کو بھی خاصا نقصان پہنچا ہے۔ میرے خیال میں باغیوں نے جو نقصان پہنچایا ہے اس کے ازالہ کے لئے بیس برس درکار ہوں گے۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود اور ان مخالف حالات کے ہوتے ہوئے بھی احمدیہ جماعت جس کے سربراہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی ہیں خاصی ترقی کر رہی ہے۔ اور (دین حق) کو فروغ مل رہا ہے۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ (کلام الٰہی) کا انڈونیشین زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے یہ ترجمہ 1955ء میں شروع کیا گیا تھا۔ اور اسے 1958ء میں ختم کیا جا سکا ہے۔ اس ترجمہ کا اعزاز محترم مولوی عبد العزیز ملک کو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ سورہ بایا میں ایک بیت الحمد مکمل کی گئی ہے جس پر ہزاروں روپے خرچ ہوئے ہیں اور جس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ خوبصورت بیوت الحمد میں سے یہ ایک بیت ہے۔ ڈاکٹر عبد الغفور صاحب نے اس سلسلے میں خاصی تگ و دو کی ہے اور کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ ایک اور بیت الحمد چیرے با میں بھی تعمیر کی گئی ہے۔ یہ شہر مغربی جاوا کا ایک اہم شہر ہے۔ اس بات کو ریکارڈ پر لانا ضروری ہے کہ اس بیت کے لئے جماعت کے ایک دوست نے زمین تحفہ کے طور پر دی تھی اور جہاں تک اس کی عمارت کا سوال ہے قریب ہی کے ایک گاؤں کے تمام دوستوں نے اس کے لئے رضاکار فراہم کئے تھے۔ گذشتہ سال پانچ نئے مشنوں کا اجرا ہوا اور 261۔ افراد نے بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی ہے۔ پریس اور ریڈیو نے ہماری کارگذاری کو سراہا اور اس کی ہر ممکن طریق سے تشہیر کی۔ آخر پر مولوی امام الدین صاحب نے احباب کرام سے دعا کی درخواست کی ہے کہ وہ انڈونیشیا میں اور دنیا بھر کے دیگر علاقوں میں احمدیہ جماعت کی ترقی کے لئے دعا کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

مکرم سید نعیم احمد صاحب کراچی سے لکھتے ہیں۔

خدا کرے آپ اسی کے فضل و کرم سے بخیریت ہوں۔ خاکسار کا تعلق تقریباً 1970ء کے ابتدائی عشرہ سے الفضل سے بحیثیت ایک قاری رہا ہے۔ الفضل کی بندش کے بعد یہ تعلق منقطع ہو گیا تھا لیکن اب دوبارہ ہو گیا ہے۔ اس نئے دور کے الفضل کو دیکھ کر شروع میں افسوس بھی ہوا لیکن پھر یاد آیا کہ ان حالات میں الفضل کا اجراء بھی کسی معجزہ سے کم نہیں اور صرف ان ہی مضامین کا انتخاب کرنا کہ ہر طرف سے قابل مواخذہ نہ ہو یقیناً قابل تحسین ہے۔ مبارکباد قبول فرمائیں۔

محترمی الفضل کا جو مجھ عاجز پر احسان ہے وہ یقیناً بھلانے کے لائق نہیں۔ اس نے میری عملی زندگی کی راہ متعین کی جس کا میں بہت مشکور ہوں۔ یہ غالباً 79-1978ء کی بات ہے خاکسار ان دنوں ایم ایس سی کر رہا تھا۔ اسی سال ہمارے کورس میں oceanography کے تین کورسز پہلی مرتبہ شامل کئے گئے۔ اس مضمون پر کراچی یونیورسٹی میں تقریباً نہ ہونے کے برابر کتب تھیں بڑی پریشانی تھی کہ کس طرح اس کو پڑھوں۔ پھر انہی دنوں الفضل میں مکرم پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب کا مقالہ علم البحر جو انہوں فضل عمر فاؤنڈیشن کے لئے 50 کے عشرہ میں تحریر کیا تھا قسط وار شائع ہونا شروع ہوا۔ یہ مقالہ اس قدر مکمل اور مربوط تھا کہ خاکسار نے اس مضمون کے تینوں کورسز میں اچھے نمبر حاصل کئے۔ اس کی تمام اقساط آج بھی میرے پاس محفوظ ہیں۔ محض اس مضمون کی وجہ سے خاکسار نے 1984ء میں نصرت جہاں کے وقف کا عرصہ پورا کرنے کے بعد اس میں تحقیقی کام موجودہ ادارہ میں شروع کیا۔ مکرم پروفیسر صاحب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے اور ان کے لئے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد از جلد صحت یابی عطاء فرمائے۔

مکرمی اس خط کا اصل مقصد دراصل DAWN مورخہ 6۔ اکتوبر کا مضمون ہے جس کی کاپی منسلک ہے۔ چونکہ خاکسار نے حضرت صاحب کی تحریک جو کہ آپ نے کتب پڑھنے اور دین حق کے بارہ میں غلط نظریہ کے بارہ میں مطلع کرنے سے متعلق تھی اپنا نام پیش کیا تھا۔ اور جہاں تک مجھے یاد پڑھتا ہے آپ کو اس شعبہ کا انچارج مقرر کیا تھا۔ اسی کے ماتحت یہ مضمون ارسال ہے جس میں فاضل مصنف نے سود کے بارہ میں اسلامی نظریہ کو موجودہ دور میں نہایت فرسودہ قرار دیا ہے۔ اور سود کو موجودہ معاشی نظام میں ضروری امر قرار دیا ہے۔ خاکسار اس کا جواب لکھ رہا ہے۔ جو کہ DAWN کو بھیج دوں گا۔ یہ کاپی اس لئے بھی روانہ کر رہا ہوں کہ آپ بہتر جواب کے لئے احباب کو تحریک کر سکیں۔

وقف جدید کا عالمگیر نظام

○ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے وقف جدید کے نظام کو اب عالمی وسعت عطاء فرما دی ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ساری دنیا کی جماعتیں قربانیوں کے اس نئے میدان میں جوش و جذبہ سے آگے بڑھ رہی ہیں۔ ان حالات میں جماعت ہائے پاکستان پر خصوصی ذمہ داری عائد ہو رہی ہے اور عالمی مسابقت الی الخیر کی اس زندگی بخش دوڑ میں ہمیں یہ ثابت کرنا ہے کہ دنیا کے 150 ممالک کی جماعتوں کے لئے جماعت پاکستان پہلے کی طرح اب بھی ایک مثال اور نمونہ کا مقام قائم رکھے ہوئے ہے اور اس حوالہ سے انصار اللہ پاکستان پر خاص ذمہ داریاں عائد ہو رہی ہے۔

اب جبکہ سال رواں کے آٹھ ماہ گزر چکے ہیں۔ زعماء کرام اس امر کو یقینی بنائیں کہ ان کی مجلس / جماعت کے تمام افراد۔ انصار' خدام' اطفال' لجنات و ناصرات۔ میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو نیکیوں اور قربانیوں کی اس دوڑ میں شرکت سے محروم ہو۔ نیز یہ کہ تمام افراد جماعت اپنی حیثیت کے مطابق یعنی خدا تعالیٰ کی عطاء فرمودہ توفیق کے مطابق وقف جدید کے مالی جہاد میں حصہ لے رہے ہیں۔

زعماء کرام اس ضمن میں اپنی کارکردگی اور اس کے معین کوائف سے مرکز کو آگاہ فرماویں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب انصار کو ان الٰہی ذمہ داریوں کو مقبول صورت میں ادا کرنے کی توفیق عطاء کرے۔

(قائد وقف جدید۔ مجلس انصار اللہ پاکستان ربوہ)

امراء اضلاع اور وقف عارضی

(ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

"..... امراء اضلاع کو اس طرف فوری توجہ دینی چاہئے۔ (.....) امراء اضلاع جماعت کے مستعد اور مخلص احباب کو اپنی ذمہ داری کی طرف متوجہ کریں تا زیادہ سے زیادہ احمدی اس مقصد میں (وقف عارضی۔ ناقل) کے پیش نظر اور خدمت دین کے لئے اپنے وقت کا ایک تھوڑا اور حقیر سا حصہ پیش کریں۔"

(نظارت اصلاح و ارشاد۔ وقف عارضی)

رفیعہ محمد

محترم عبدالستار ابراہیم صاحب

رفیعہ محمد اپنے والد محترم عبدالستار ابراہیم کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے اپنی کتاب ہماری کہانی میں کہتی ہیں۔

میرے قادر و قیوم خدا نے بابا کا انجام بخیر کیا۔ ایک شخص جس نے برادری کی شدید مخالفت اور دکھ صرف خدا کی خاطر سہے تھے اپنے خاندان کو خدا کے بھروسے چھوڑ گیا۔ ان حالات نے امی جان کو بھی احمدیت اور بابا کے نام کی لاج رکھنے کا حوصلہ دیا۔ توقع کے عین مطابق امی کو پیغام آنے لگے کہ توبہ کر لو تو ہم سہارا بنتے ہیں ورنہ بچیوں کا ساتھ ہے آپ اکیلی حالات کا مقابلہ کیسے کریں گی امی جان نے سوچا۔ میں اکیلی کہاں ہوں۔ میرے ساتھ تو اللہ پاک ہے۔ سجدے میں فریاد کی اور اسی سے مدد مانگی۔ اللہ پاک نے دل میں ڈالا کہ شربت' اچار' چٹنی بنا کر بیچو۔ چنانچہ امی نے یہی کام شروع کر دیا۔ سب بہنیں کام کرتیں۔ کہیں دیگچہ چڑھا ہے۔ تو کہیں مصالحے صاف ہو رہے ہیں۔ بہت جلد مانگ بڑھنے لگی۔ دوکانوں پر بھی مال جانے لگا۔ اخراجات کا مسئلہ حل ہو گیا۔ یہ ایک طرح سے پوری میمن جماعت سے ٹکر لینے والی بات تھی۔ تنہا بیوہ عورت بغیر ان کے آگے جھکے اپنا گذارہ چلا رہی تھی احمدی احباب بھی کبھی کبھی عظیم بھیا سے ہمارے حالات کے بارے میں پوچھتے۔ مگر ہماری خودداری کی لاج سے کبھی براہ راست ہمیں کسی نے مدد نہیں پہنچائی۔ بابا کی وفات کے وقت کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ہمیں کبھی پیٹ بھر کے کھانا بھی نصیب ہو گا۔ یہ صرف حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جماعت میں شمولیت کی برکت تھی کہ اس نے ہمیں عزت نفس کے ساتھ سہارا دیا۔ مجھے یاد ہے آپا رابعہ بہت نیک اور ہمت والی تھی۔ محنت بھی بہت کرتیں اور دعا بھی بہت کرتیں۔ انہی دنوں شدید بیمار ہو گئیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے معجزانہ طور پر نئی زندگی عطا فرما دی۔ ایک دن نیم بے ہوشی میں ایک نظارہ دیکھا کہ بابا نے آ کر خود پیار کیا۔ اور جھک کر کہا تم اچھی ہو جاؤ گی۔ گھبراؤ نہیں۔ اور جس کام کو تم لوگوں نے شروع کیا ہے (اللہ نے چاہا تو) ایک سال کے اندر اتنا نفع ہو گا۔ بابا نے خواب میں جو رقم بتائی تھی امی نے نوٹ کر لی۔ ٹھیک ایک سال کے بعد حساب کیا تو ٹھیک اتنی ہی رقم کا منافع ہوا تھا جو بابا نے خواب میں بتائی تھی۔ (سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے)

اس وقت آپا رابعہ سترہ سال کی تھیں۔ ریحانہ اتنی چھوٹی تھی کہ باپ کی وفات کا شعور نہ تھا۔ اکثر پوچھتی بابا جان کب آئیں گے؟ اور عارف تو گودوں میں کھیلتا تھا۔

میری آپا ذکیہ کی پہلی نسبت ہماری احمدیت قبول کرنے پر قائم نہ رہی تھی۔ دوسری نسبت سیٹھ اسماعیل آدم صاحب کے لڑکے ہاشم صاحب سے طے ہوئی۔ وہ بڑے چاؤ سے شادی کر کے لئے گئے۔ حق مہر دستور کے مطابق دس روپے رکھا۔ صرف چار ماہ کے بعد طلاق دے دی۔ ستار خدا تعالیٰ سب کی خطائیں معاف کر دیں مگر ہماری دکھی آپا پر پہاڑ آ پڑا تھا۔ جس نے اسے نفسیاتی مریضہ بنا دیا۔ ہادی ماموں نے مصالحت کی کوشش کی۔ اور موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سمجھانے لگے.......... خدا کا شکر ہے کہ امی نے ہر آزمائش پر صبر کیا۔ آپا کو سانس کی تکلیف رہتی تھی۔ صدمے سے بہت بڑھ گئی۔ دوسری بہن آپا رابعہ کے لئے ہادی ماموں کے ذریعہ نوری صاحب کے سالے یعنی بیوی کے بھائی عبدالرحیم یونس صاحب کا پیغام دیا۔ شادی پر بہت لوگ میمن جماعت کے آئے۔ بعد میں پتہ چلا کہ یونس عثمان صاحب اور یونس صاحب نے مل کر یہ مشہور کرا دیا تھا کہ رقیہ بیگم نے توبہ کر لی ہے۔ جب امی کو علم ہوا تو شدید ناراض ہوئیں۔ میں نے پہلے بھی امی کو اس قدر ناراض نہیں دیکھا تھا۔ ہادی ماموں سے اصرار کیا کہ دوبارہ اعلان کروائیں کہ ہم نے احمدیت سے توبہ نہیں کی۔

بابا کی وفات کے ساتھ ایک ایسے شخص کی داستان ختم ہو گئی جو ایک بالکل نئی جماعت میں احمدیت کے پیغام کا بانی ثابت ہوا پھر اس کے خاندان پر کیا گزری اور کس طرح اس بوڑھے پیڑ سے نئے پودے اُگے۔ اور باغ احمدیت کی بہار سے سرسبز ہوئے۔ یہ ایک الگ ایمان افروز کہانی ہے۔ اور اس کہانی کی جان میری ماں ہے۔ سرداری کی حمایت سے محروم۔ جوان بچیوں کا ساتھ۔ ذرائع آمدنی مفقود ایک تنہا بیوہ عورت کس طرح اللہ تعالیٰ پر توکل کے ساتھ جو کبھی لڑائی لڑتی ہے اور سرخرو رہتی ہے۔ گذرے ماہ و سال کو میں چند فقروں میں لکھ جاؤں گی۔ مگر ان دنوں جو صبح سے شام ہوتی اور شام سے صبح ہوتی اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ اس وقت خدا تعالیٰ کے قرب کا جو نظارہ دیکھا وہ رگ و پے میں رچ بس گیا۔ اگر امی ہمت ہار دیتیں یا مسائل سے گھبرا کر کسی کی مدد قبول کر لیتیں تو یہ لذت کہاں سے ملتی۔ یہ احساس عزت نفس کہاں رہتا۔ ہماری نگاہیں ہمیشہ کے لئے جھک جاتیں۔ مجھے یقین ہے کہ جہاں بھی کوئی خدا کا نام لینے کے لئے دکھ دیا جاتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ قریب تر آ کر دستگیری کرتا ہے۔ مگر جب یہ حالات خود پر گذرے ہوں تو حلاوت ایمانی کا عالم کچھ اور ہی ہوتا ہے اور خدا پر ایمان میخ کی طرح دل میں گڑ جاتا ہے۔ ہمیں ان حالات نے یہ دولت خوب کھل کر دی۔ اور اس کے ساتھ صبر و شکر بھی عطا کیا۔ ہم نے صبر کے میٹھے پھل کی لذت ساری عمر لمحہ لمحہ محسوس کی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعارف

اخبار احمدیہ - برطانیہ

بڑی باقاعدگی سے ملنے والا لندن کا پرچہ اخبار احمدیہ ستمبر اکتوبر 1995ء پیش نظر ہے۔ اس میں بائیں طرف عالمی بیعت کے موقع پر حضرت امام جماعت الرابع حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہرے رنگ کا متبرک کوٹ زیب تن فرمائے حاضرین جلسہ سے مخاطب ہیں اور بائیں طرف ٹائٹل پر جلسہ سالانہ یو کے 1995ء (اسلام آباد) حضرت صاحب جلسہ کی تیاریوں کا معائنہ فرما رہے ہیں۔

اردو حصہ میں دعوت الی اللہ کے متعلق حضرت صاحب کے 28۔ جولائی 1995ء کو ارشاد فرمودہ خطبے کا خلاصہ ہے اور جلسہ سالانہ کے موقعہ پر افتتاحی خطاب (28۔ جولائی 1995ء) میں اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ جلسے کا مقصد محض ذکر الٰہی اور قیام توحید کے سوا کچھ نہیں' شامل اشاعت ہے۔ یہ افتتاحی خطاب کسی قدر تفصیل سے دیا گیا ہے۔ اس کے بعد عالمی بیعت کے پرکشش اور ایمان افروز نظارے کا ذکر ہے اور اس کے بعد حضرت امام جماعت الرابع کے نواسے کی پیدائش کا۔ محترم چوہدری محمد علی صاحب کے ساتھ ایک شام بھی شامل اشاعت ہے اور اسی مضمون میں آپ کی ایک غزل بھی دی گئی ہے۔

انگریزی حصہ میں انٹرنیشنل دعوت الی اللہ سیمینار کا ذکر سلیم احمد ملک نے کیا ہے اور اس کے بعد جلسہ سالانہ 1995ء کے موقع پر سوال و جواب کی محفل کا ذکر ہے۔ حضرت مفتی محمد صادق کے سوانح حیات پر مختصر تبصرہ بھی شامل ہے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ برطانوی پارلیمنٹ کے رکن یوگنڈا کے فنانس منسٹر بورکینافاسو کے وزیر تعلیم۔ سینیگال کی پارلیمنٹ کے ممبر اور کمبوڈیا کے ڈپٹی منسٹر کے علاوہ ویورلے کونسل کے میئر اور ٹلفورڈ کی کاؤنٹی کے کونسلروں نے بھی جلسہ میں شرکت کی۔ محمد ارشد احمدی ایڈیشنل سیکرٹری تعلیم و تربیت نے جلسہ سالانہ پر 30۔ جولائی کو جو تقریر کی تھی ان کی تقریر کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ اپنے مذہب اور اپنی ثقافت پر فخر کیجئے۔ 3۔ ستمبر 1995ء کو انصار اللہ کے جلسہ کے موقعہ پر ایک صاحب کی تقریر کا خلاصہ بھی پیش کیا گیا ہے۔

(ادارہ)

اشیاء کی گرانی کا انسداد

الفضل 10 ستمبر 1939ء کا ایک شذرہ جس کا عنوان "ضروریات زندگی کی گرانی کا انسداد ہے" درج ذیل ہے۔

یوں تو جنگ کی افواہوں سے ہی ہندوستان میں تاجروں نے اشیاء کے نرخ بڑھا دئے تھے۔ لیکن اعلان جنگ کے ساتھ تو گرانی حد انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ سب جگہ دکان داروں نے لوگوں کو لوٹنا شروع کر دیا ہے۔ جس سے پبلک میں بے چینی پیدا ہونا لازمی امر تھا۔ اسی بے چینی کا نتیجہ ہے کہ لوگوں نے تنگ آکر پشاور کی ایک منڈی میں دن دیہاڑے لوٹ مار شروع کر دی۔ اور بالخصوص اشیائے خوردنی کی دکانوں کو لوٹ لیا۔ اسی قسم کے واقعات کے رونما ہونے کے احتمال کو روکنے کے لئے مختلف صوبائی حکومتیں ضروری کارروائیاں کر رہی ہیں کہ اب شملہ سے 7۔ ستمبر کی خبر ہے کہ حکومت ہند نے بھی اس بارہ میں قدم اٹھایا ہے۔ چنانچہ اعلان کیا ہے کہ اس خیال سے کہ ملک میں بددلی پیدا نہ ہو صوبائی حکومتوں کو اختیار دے دیا گیا ہے کہ وہ روزمرہ کے استعمال کی اشیاء مثلاً ادویات۔ اشیائے خوردنی۔ نمک۔ مٹی کا تیل اور معمولی کپڑوں کی قیمتوں کا ایک معیار مقرر کر لیں۔ اور ان میں اگر کوئی اضافہ بھی مناسب سمجھیں تو اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ قیمتیں یکم ستمبر 1939ء کی قیمتوں سے دس فی صدی سے زائد ہرگز نہ ہونے پائیں یہ بھی لکھا ہے کہ قیمتوں میں اضافہ کی کوئی خاص وجہ نہیں کیونکہ مال کی درآمد برآمد کی باقاعدہ نگرانی کی جا رہی ہے۔ اور اس پر مناسب پابندیاں عائد کی گئی ہیں۔ اس لئے ناجائز و نامناسب منفعت کے جواز کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔

چیف کمشنر دہلی نے حکم دیا ہے کہ خریدار دکان داروں سے باقاعدہ خرید کردہ چیز کی رسید لیا کریں۔ جس میں تاریخ خرید اور ادا کردہ قیمت کی تفصیل درج ہو۔

"کفالت یکصد یتامٰی کے بارے میں ضروری اعلانات

(1) امانت یکصد یتامٰی جو دوست یتامٰی کی خبرگیری اور کفالت کے خواہشمند ہوں وہ ایک یتیم کی کفالت کے جملہ اخراجات ادا کر کے اس بابرکت تحریک میں شامل ہو سکتے ہیں۔ مستحق یتیم بچوں پر عمر اور تعلیم کی ضروریات کے لحاظ سے چار صد روپیہ سے ایک ہزار روپیہ تک ماہوار خرچ کا اندازہ ہے۔ آپ اپنی خواہش اور مالی وسعت کے لحاظ سے جو رقم بھی باقاعدہ ماہوار مقرر کرنا چاہیں کمیٹی کو اس کی اطلاع کر دیں۔ اس غرض کے لئے اپنی رقوم امانت "کفالت یکصد یتامٰی" خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں براہ راست یا مقامی انتظام جماعت کی وساطت سے جمع کروانا شروع کر دیں۔

نیز احباب کی آگاہی کے لئے یہ بھی اعلان کیا جاتا ہے کہ حضرت صاحب نے ایسے احباب کو بھی ادائیگی کی اجازت عطا فرمائی ہے جو گاہے گاہے کوئی رقم مقرر کیے بغیر کچھ نہ کچھ اس مد "کفالت یکصد یتامٰی" میں مقامی انتظام جماعت کے ذریعہ حسب منشاء جمع کرانا چاہتے ہیں۔

(2) مستحق یتامٰی یا ان کے ورثاء توجہ فرماویں حضرت صاحب کے ارشاد کے ماتحت امانت "کفالت یکصد یتامٰی" سے ایسے مستحق یتامٰی کو وظائف دینے کا انتظام ہے جو اپنی پرورش، تعلیم اور مستقبل کی اٹھان کے لئے سلسلہ کی طرف سے مدد لینے کے خواہاں ہوں۔ ایسے بچوں کی والدہ یا ورثاء یتامٰی کمیٹی کو اطلاع دیں تا ان کے لئے وظائف کا انتظام کیا جا سکے۔

امراء اضلاع و مربیان کرام کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ جماعت میں سے ایسے گھرانوں کی نشان دہی کر کے یتامٰی کمیٹی کا ہاتھ بٹائیں تا ان کی مدد کا مستقل انتظام کیا جا سکے۔

(سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامٰی دار الضیافت، ربوہ)

نظارت تعلیم کے اعلانات

احمدی طلباء و طالبات متوجہ ہوں

○ نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان میں احمدی طلباء و طالبات کی تعلیمی راہنمائی کے لئے ایک Information Cell قائم ہے جو پاکستان میں اور بیرون ملک دنیا بھر کے تعلیمی اداروں کے بارے میں احمدی طلباء و طالبات کو معلومات فراہم کرتا ہے۔

پاکستان اور دنیا بھر کے احمدی طلباء و طالبات سے گزارش کی جاتی ہے کہ وہ جس جس میدان میں (مثلاً سائنس' آرٹس' پبلک ایڈ منسٹریشن' بزنس ایڈ منسٹریشن' کمپیوٹر وغیرہ وغیرہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہوں۔ اپنے تعلیمی ادارہ سے متعلقہ معلومات (داخلہ کا طریق کار وغیرہ) خواہ وہ پراسپکٹس کی صورت میں ہوں' پمفلٹ کی صورت میں ہوں یا کسی بھی صورت میں ہوں جلد از جلد ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کو ارسال فرماویں۔ اسی طرح اگر آپ اپنے تعلیمی ادارہ کے علاوہ کسی اور تعلیمی ادارہ کے بارے میں مذکورہ بالا معلومات بھجوا سکتے ہوں تو ضرور بھجوائیں۔

امید ہے کہ طلباء و طالبات اپنے اس Information cell کو کامیاب بنانے کے لئے جو بھی نئی نئی معلومات انہیں حاصل ہوتی رہیں گی۔ وہ ہمیں ضرور بھجواتے رہیں گے۔ نیز تمام احمدی طلباء و طالبات سے درخواست ہے کہ وہ ضرورت کے مطابق اس Information cell سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہوں۔

عشرہ وقف جدید۔

جماعت احمدیہ پاکستان

24-نومبر تا 3-دسمبر 95ء

○ خدا تعالیٰ کے فضل سے تمام مجالس انصار اللہ / جماعت ہائے احمدیہ پاکستان مورخہ 24-نومبر سے 3-دسمبر 95ء تک

عشرہ وقف جدید

منا رہی ہیں۔ اس عشرہ کے دوران زعماء کرام اجلاس عام منعقد کر کے تمام اراکین / افراد کو نظام وقف جدید کے قیام کے اغراض و مقاصد سے آگاہ کر کے ان مقاصد جلیلہ کے حصول کے لئے ہر ناصر اور ہر فرد جماعت' خدام' اطفال' ناصرات اور لجنہ اماء اللہ پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائیں گے اور سال رواں 1995ء کے

وعدہ جات کے مطابق سو فیصد وصولی کا اہتمام کریں گے نیز کوشش کریں کہ تمام انصار اپنے وعدوں کو خدا تعالیٰ کی عطا کردہ توفیق اور حیثیت کے مطابق ادا کریں۔ اس سلسلہ میں حضرت صاحب کا مندرجہ ارشاد مبارک ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے۔

"خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال بھی جماعت پاکستان کو یہ اعزاز نصیب ہوا ہے کہ سب دنیا کے وقف جدید کے قربانی کرنے والوں کے مقابل پر پاکستان نے سب سے زیادہ قربانی کی ہے"

(خطبہ 6-جنوری 1995ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ اعزاز' جو خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے پاکستانی جماعتوں کو عطا فرمایا ہے۔ اسے تمام احباب جماعت اپنی قربانیوں کے معیار کو بڑھا کر قائم رکھیں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر (آمین)

(قائد وقف جدید مجلس انصار اللہ پاکستان - ربوہ)

قیمت		روزنامہ
2 روپے 50 پیسے	پبلشر : آغا سیف اللہ - پرنٹر : قاضی منیر احمد مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت : دار النصر غربی - ربوہ	الفضل ربوہ

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 28- اکتوبر-1995ء
درجہ حرارت کم از کم 17 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 30 درجے سنٹی گریڈ

○ اپوزیشن نے وزیر اعظم بینظیر بھٹو کی پاور شیئرنگ (شرکت اقتدار) کی پیشکش مسترد کر دی ہے۔ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے کہا کہ راجیو کی مددگار حکومت کی تجویز قبول نہیں۔ غریبوں کے چولہے بجھنے پر پاور شیئرنگ کریں؟ ناکام حکومت کی غلط اور ملکی مفاد کے منافی پالیسیوں، قومی مفادات پر سودے بازی، لوٹ مار، ہارس ٹریڈنگ اور قتل و غارت میں شریک نہیں ہو سکتے۔ موجودہ حکومت کا وجود پاکستان کی سلامتی کے لئے خطرہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کی طرف سے اقتدار میں شریک ہونے کی پیشکش غیر مقبول حکومت کو بچانے کی کوشش ہے۔ وزیر اعظم بیرون ملک "اپوزیشن سے مفاہمت" کا تاثر دینا چاہتی ہیں۔ جبکہ سارا ملک انتقامی کارروائیوں کی زد میں ہے۔

○ وزیر اعظم بینظیر بھٹو نے وائس آف امریکہ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے کہ دہشت گردوں کے سامنے فوج کو لانے کی بجائے ہم خود آگئے ہیں۔ فوج کو براہ راست سامنے لانا اس لئے مناسب نہیں سمجھا تاکہ پیشہ وارانہ مہارت کے حامل ادارے پر الزام نہ آئے۔ تنقید حکومت پر ہو۔ انہوں نے کہا کہ دہشت گردی ملک کے خلاف ہے میری حکومت کے خلاف نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے کراچی کی ترقی کے لئے 120- ارب روپے کا پیکیج دیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ وسطی ضلع میں ہم داخل نہیں ہو سکتے جب بھی داخل ہوتے ہیں فائرنگ شروع ہو جاتی ہے۔

○ بھارتی قبضے کے خلاف مقبوضہ کشمیر اور آزاد کشمیر میں یوم سیاہ منایا گیا۔ ہڑتال مظاہرے اور جھڑپیں ہوئیں۔ کپواڑہ میں شدید جھڑپیں ہوئیں۔ آج کے دن 1947ء میں کشمیر کا بھارت سے الحاق کرنے کا اعلان کیا گیا تھا۔ حزب المجاہدین کے کمانڈر محسن اقبال سیالکوٹی سمیت 11- مجاہدین شہید ہو گئے۔ 19- بھارتی فوجی مارے گئے۔ سوپور میں مجاہدین نے فوجی گاڑی اڑادی۔ وادی کے دونوں حصوں میں مکمل ہڑتال رہی مظفر آباد میں ننگے پاؤں جلوس نکالا گیا۔

○ اوکاڑہ کے سینما میں بم کا دھماکہ ہونے سے دو افراد ہلاک اور 30- زخمی ہو گئے۔ خوفناک دھماکہ کی آواز دور دور تک سنی گئی۔ جمعہ کے بعد دوپہر لاہور کے بسوں کے اڈے واقع بادامی باغ میں بھی ایک زوردار دھماکہ ہوا جس سے پاس کھڑی ہوئی بس کو نقصان پہنچا اور اس کے شیشے ٹوٹ گئے۔ تاہم اور کوئی جانی یا مالی نقصان نہیں ہوا۔ بم پھٹنے کی جگہ پر گڑھا پڑ گیا۔

○ کراچی میں پولیس مقابلہ اور دہشت گردی میں 4- افراد ہلاک ہو گئے جبکہ کانسٹیبل زخمی ہو گیا۔ دو کاروں میں سوار دہشت گردوں نے عباسی شہید ہسپتال پر بھی اندھادھند فائرنگ کی۔ جوابی فائرنگ سے حملہ آور فرار ہو گئے۔

○ کراچی میں چھاپے مار کر ڈیڑھ ہزار بنگلہ دیشی تارکان وطن کو گرفتار کر لیا گیا۔ پکڑ دھکڑ کی اس مہم کا کراچی کی بندرگاہ پر بھی اثر پڑا ہے۔ آل انڈیا ریڈیو نے دعویٰ کیا ہے کہ دس ہزار سے زائد بنگلہ دیشی مزدوروں نے کام چھوڑ دیا ہے۔

○ افغان ذرائع نے بتایا ہے کہ افغانستان میں مداخلت کے لئے بھارتی فوجی اور ماہرین ایران پہنچ گئے ہیں۔ طالبان کے طیاروں نے سرکاری ٹھکانوں پر شدید بمباری کی اور کئی سرکاری فوجی چوکیوں اور علاقوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ 50 فوجی گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ طالبان نے دارالعلوم اور چہل ستون پر بھی قبضہ کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔ ایرانی سرحدوں سے ہرات پر کی جانے والی بمباری میں بھارتی فضائیہ نے بھی حصہ لیا۔ یہ بھی اطلاعات ملی ہیں کہ جمعرات کی علی الصبح طالبان کی سپاہ کابل میں داخل ہو گئی تھی مگر اسے پسپا کر دیا گیا۔

انٹرنیشنل معیار کے مطابق بغیر ٹانکے کے
زیورات خریدنے اور بنوانے کیلئے تشریف لائیں
شریف گولڈ سمتھ
اقصیٰ روڈ ربوہ
پروپرائیٹر: میاں حنیف احمد کامران
فون: دوکان: 649 گھر: 300 21